قرأت کی حجیت، اہمیت اور امت کا تعامل

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی
پرنسپل: قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد کراچی
چیف ایڈیٹر: علوم اسلامیہ انٹرنیشنل. کراچی

قرآن کریم کی ابتدائی کتابت عہد نبوی میں مکمل ہو چکی تھی۔ تدوین عہد صدیقؓ وعہد عثمانؓ میں ہوئی، عرب قبائل اپنے لب ولہجہ کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت تعلیم وتبلیغ کرتے رہے، زیاد ابن امیہ (م۵۲ھ مطابق ۶۷۲ء) کے حکم پر ابوالأ سود دولی (م۶۹ھ مطابق ۶۸۸ء) یا اس کے شاگرد نصر بن عاصم نے قرآن کریم کے متن پر اعراب ونقاط لگائے اور پانچ پانچ دس دس آیات پر نشانات لگوائے۔ (۱) عبداللہ بن زیاد (م۶۹ھ مطابق ۶۸۸ء) والی بصرہ نے اپنے کاتب یزید الفارسی سے حروف پر کامل اعراب وجزام لگوائے، کوفہ کے گورنر حجاج بن یوسف نے قرآن کریم کو سات حصوں میں تقسیم کیا۔ (۲)

اسی زمانہ میں آیات کے درمیان میں وقف، وصل۔ (۳)

اور آیات کی نمبر وغیرہ کا کام ہوا۔ (۴)

اور رسم قرآنی کی تعیین پر جو کہ عہد عثمانی میں منظر عام پر آ چکی تھی، مختلف کتابیں تصنیف کی گئیں۔ (۵)

قرآن کریم دنیا کی واحد کتاب ہے جس کے نازل کرنے والے نے خود ہی حفاظت اپنے ذمہ لی۔

" انا نحن نزلنا الذکروا نالہ لحافظون ". (٦).

اور یہ حفاظت ہر زاویہ سے تھی، خواہ اس کا تعلق قرآن کریم کے متن سے ہو یا معنی ومفہوم سے، فہم قرآن کو آسان وعام فہم بنانے کے لئے عربوں کو مختلف لہجوں میں تلاوت کی اجازت دی گئی، اور کیوں نہ دی جاتی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

"وما ارسلنک اِلا رحمة للعالمین". (٧).

ہر زاویہ سے رحمت ہیں، تعلیم وتعلم کا میدان ہو یا معیشت ومعاشرت کا میدان رزم ہو یا بزم، جلوت ہو یا خلوت ہر پہلو سے یسر واور بشرو کی تعلیم دی گئی، اور قرآن کریم کی مختلف لہجوں میں تلاوت کی اجازت دی گئی۔

امام جاحظؒ لکھتے ہیں:

"والذین بعث فیھم اکثر مایعتمدون علیه البیان واللسان". (۸).

آپ ﷺ ایسی قوم میں بھیجے گئے، جن کے ہاں کمال کا معیار بلاغت وفصاحت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر جو کتاب نازل کی وہ

فصاحت وبلاغت کا مرقع ہے، جوکلمات آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے (حدیث نبوی ﷺ) وہ ادب کا شاہکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کسی صاحب زبان ادیب وشاعر نے آپ کے کلام میں کوئی عیب نہیں نکالا، صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آپ ﷺ کی فصاحت وبلاغت کے ساتھ مختلف لہجوں پر حاصل عبور پر حیرت تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''**ادبنی ربی فاحسن تادیبی**'' یعنی خدا کی جانب سے بطور معجزہ مختلف عرب لہجوں پر عبور عطا کیا گیا تھا، ہر قبیلہ والے سے اسی کے لہجہ میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(۹) قرآن کا اسٹینڈرڈ لہجہ اور رسم الخط لغت قریش سے متعین کردیا گیا، لیکن عرب قبائل کو اجازت دے دی گئی کہ وہ اپنے اپنے لہجہ میں تلاوت کرسکتے ہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے آج کے دور میں اردو زبان جب لکھی جاتی ہے تو دہلی کی ٹیکسالی زبان میں لکھی جاتی ہے، لیکن بولنے میں مختلف لہجے اختیار کئے جاتے ہیں، مثلاً اسٹینڈرڈ جملہ ہے آپ کہاں جارہے ہیں؟ اسے اردو کے مختلف لہجوں میں مختلف انداز میں ادا کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہاں ہو، کہاں جارہا ہے؟ تم کہاں جارہے ہو؟ لیکن اس لہجہ کے ادا کرنے والے بھی جب لکھتے ہیں تو اس طرح نہیں لکھتے، یہی صورت مختلف قرأت کی ہے۔

فن قراءات پر تصانیف:

فن قرأت ایسا موضوع ہے جس پر تعلیم وتعلم تصنیف وتالیف کے حوالہ سے پہلی صدی ہجری سے عہد حاضر تک کوئی عہد خالی نہیں رہا ہے۔ عہد نبوی ﷺ ہی میں مختلف قرأت کی تعلیم وتعلم کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ باہمی اختلاف کی صورت میں آپ ﷺ رہنمائی فرمادیتے کہ دونوں کی تلاوت درست ہے، بعد میں اہل علم نے دیگر فنون کی طرح بحیثیت فن کے مختلف قراءات کی جمع وتدوین کا آغاز کردیا تھا، یہ قرأت پہلے تفسیر قرآن کریم کا حصہ تھی، بعد میں مستقل کتابوں کی شکل اختیار کرگئی۔

ابو عبید قاسم بن سلام کی **فضائل القرآن یحییٰ بن العمیر (م ۸۹ھ مطابق ۷۰۷ء)** کی **کتاب القرأت۔ عبداللہ بن عامر الیحصبی (م ۱۱۸ھ مطابق ۷۳۶ء)** کی **کتاب اختلافات مصاحف الشام والحجاز والعراق الغاصم** کی **الجمع محمد بن عبدالرحمن بن محصن (م ۱۲۳ھ مطابق ۷۴۰ء)** کی **اختیار فی القرأۃ علی مذاھب العربیہ عیسیٰ بن عمر الثقفی (م ۱۴۹ھ مطابق ۷۲۲ء)** کی **کتاب اختیار علی بن عساکر (م ۵۷۲ھ مطابق ۱۱۷۶ء)** کی **کتاب الخلاف بین قرأۃ عبداللہ بن عامر و بین قرأۃ أبی عمرو بن العلاء** وغیرہ۔

جزری کے مطابق ابتدائی مصنفین میں ابوجعفر طبری اور ابوحاتم السجستانی بھی شامل ہیں۔ (۱۰)

اسی طرح جن شخصیات نے فن قرأت کو فروغ دیا، ان کی تدریسی وتصنیفی خدمات پر مختلف نام سے مستقل تصانیف مرتب کی گئیں، جس میں ابن الجوزی کی غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء۔ مولانا فتح محمد پانی پتی کی مقدمہ عنایات رحمانی، مولانا ابوالحسن اعظمی کی مقدمہ علم قرأت و قرأت سبعہ اور دارالعلوم دیوبند وخدمات تجوید وقرأت۔ (۱۱)

کرنل مرزا بسم اللہ بیگ کی تذکرہ قاریان ہند وغیرہ امت کے تعامل وتواتر کو ثابت کرتا ہے۔ آج بھی برصغیر کے ہر بڑے مذہبی ادارہ مثلاً
دارالعلوم دیوبند۔ (۱۲)
جامعہ ڈابھیل۔ (۱۳)
وغیرہ میں قرأت سبعہ کی درس وتدریس کا سلسلہ جاری ہے، اس فن پر بلا مبالغہ کئی ہزار کتب اور ان کی شروحات مختلف زبانوں میں لکھی جا چکی ہیں، میرے اندازہ کے مطابق تقریباً پچاس قرآنی نسخوں پر مختلف ادوار میں قرأت سبعہ وعشرہ حواشی پر تحریر کی جا چکی ہیں، یہ نسخے آج بھی مطبوعات ومخطوطات کی صورت میں محفوظ ہیں، البتہ اس میں کوئی شک نہیں، اس موضوع پر زیادہ مواد عربی میں ہے، مثلاً احمد بن محمد البناء کی اتحاف فضلاء البشر بالقرأت الاربعۃ عشر (دو جلد) ڈاکٹر محمد سالم کی المغنی (تین جلدیں)، الدکتور احمد مختار عمر کی معجم القرأت القرآنیۃ (پانچ جلدیں)، أبی محمد مکی کی کتاب الکشف عن وجوہ القراءات (دو جلد)، محمد بن الجزری کی کشف النظر (تین جلدیں)، حجیت قرأت پر مختلف کتب کے ساتھ مستقل مضامین بھی لکھے گئے ہیں، مثلاً صہیب احمد زیاد میر محمدی کی دفاعاً عن قراءات التواترہ جبیرۃ جبیرۃ الجراحات فی حجیۃ القراءات مکتبۃ بیت السلام الریاض أبی الفتح ابن جنی کا مضمون المحتسب فی تبیین وجوہ شواذ القراءات والایضاح عنہا (مجمع دمشق مج ۴۲۔ ۱۹۶۷۔ ۱۹۶۸ء) احمد نصیف الجنانی کا مضمون انتصار قراءۃ ورش (الرسالۃ الاسلامیۃ) (ع ۱۱۲، ۱۳۹۸ھ) سبیع حمزۃ حاکمی کا مضمون حجۃ القراءات لابن زنجلہ (مجمع دمشق مج ۱۹۸۱۵۶ھ) عبدالرحمٰن السید کا مضمون گولڈزیہر اور قراءات (المربد س اع ۱۹۸۱ھ) عبدالعال سالم مکرم کا مضمون حول نسبۃ کتاب الحجۃ فی القرأت السبع لابن خالویۃ (اللسان العربی مج ۹ ج ۱، ۱۹۷۲ء) وغیرہ۔

تعارف فن قرأت:

قرأت کی جمع قراءات ہے، یعنی مختلف قرأتیں، قرأت اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات قرآنیہ میں قرآن کے ناقلین کا وہ اتفاق اور اختلاف معلوم ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لینے کی بنا پر ہے، نہ کہ اپنی رائے کی بنا پر۔

(۱۴) قرأت کا موضوع کلمات قرآنی ہیں، جس سے تحریف وتغیر اور غلطی سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی لئے اس کا سیکھنا اور سکھانا واجب علی الکفایہ ہے۔ (۱۵)۔

جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ نے فرمایا ہے:

"انزل القرآن علی سبعۃ أحرف". (۱۶).

یعنی قرآن کریم سات أحرف کی صورت میں نازل کیا گیا ہے۔

قرآن کریم اس وقت جس رسم خط میں شائع ہوتا ہے یہ توقیفی اور سماعی ہے، آپ ﷺ کے حکم واملاء سے ثابت ومنقول ہے اور لوح محفوظ کی ہیئت کتابت اور رسم خط کے مطابق منزل من اللہ ہے۔ اس میں کسی رائے اور قیاس کو دخل نہیں ہے، اس کی اتباع لازم اور مخالفت حرام ہے۔

(۱۷۔الف) رسم خط کی بنیادی طور سے ۱۲ قسمیں شمار کی گئی ہیں۔

(۱۷۔ب) یہی وجہ ہے ہندی انگریزی یا کسی اور رسم خط میں قرآن کریم لکھنا ناجائز ہوگا۔

(۱۸) ان زبانوں کے حروف ہجاء بھی عربی سے جدا ہیں۔

مفهوم سبعة أحرف:

اُحرف حرف کی جمع ہے، حرف لغت میں تین معنی میں مستعمل ہے، قرآن کریم میں کبھی حد، طرف اور جانب کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۱۹) کبھی انحراف کے معنی میں۔

(۲۰) اور کبھی قدرت علی الفعل کے معنی میں۔

(۲۱) سبعۃ کے مفہوم میں بہت زیادہ اختلافات منقول ہیں، چالیس سے زیادہ اقوال ہیں، بعض مستقل تصانیف اس پہلو پر تحریر کی گئی ہیں۔

ایک رائے ہے قرآن کریم کا ہر کلمہ سات طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔(۲۲)۔

دوسری رائے ہے سبعہ کا لفظ قرآن کریم میں کثرت کے اظہار کے لئے آیا ہے، کسی مخصوص عدد کے لئے نہیں۔(۲۳)۔

تیسری رائے ہے اس سے **احکام سبعہ** مراد ہیں۔

چوتھی رائے ہے اس سے مراد زجر وامر حلال وحرام اور محکم ومتشابہ مراد ہے۔

پانچویں رائے ہے وعدہ وعید حلال وحرام مواعظ وامثال واحتجاج مراد ہے۔

چھٹی رائے ہے مراد سات لغات ہیں، یعنی مختلف قبائل کی سات لغات۔

ساتویں رائے ہے اس سے عربوں کے سات لہجے مراد ہیں۔(۲۴)۔

آٹھویں رائے ہے کہ سات مشہور قرآنی قرأتیں مراد ہیں۔(۲۵)۔

علامہ جزریؒ فرماتے ہیں میں نے تیس سال اس مسئلہ پر غور وفکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس سے مراد تمام قرأتوں میں سات طرح کے اختلافات مراد ہیں اور یہ اختلاف۔

(۱) یا تو حرکات کا ہے۔

(۲) یا صرف معنی میں تبدیلی کا ہے۔

(۳) یا حروف میں ایسی تبدیلی کا ہے جس سے معنی میں تبدیلی نہ آئے۔

(۴) یا حروف میں ایسی تبدیلی کا ہے جس سے معنی میں تبدیلی آئے۔

(۵) یا معنی اور صورت دونوں میں تبدیلی آئے۔

(۶) یا تقدیم وتاخیر کی تبدیلی۔

(۷) یا الفاظ میں کمی وبیشی ہو جیسے " اوصیٰ " اور " وصّی " . (۲۶)۔

علامہ جزری کی اس رائے پر اکثر اہل علم کا اتفاق ہے:

لیکن ایک اور نکتہ پر اختلاف ہے کہ سات لہجوں میں تلاوت کی اجازت ہمیشہ کے لئے تھی یا فقط عہد نبوی ﷺ تک کے لئے تھی، بعض کی رائے ہے جس میں امام طبری بھی شامل ہیں کہ مصحفِ عثمانی کے بعد اب چھ حروف ختم ہو گئے، فقط ایک پر تلاوت باقی رہ گئی ہے، لیکن پھر سوال پیدا ہوا کہ عثمانؓ کو چھ قرأت ختم کرنے کا اختیار تھا؟ طبری اس کا جواب دیتے ہیں کہ سات قرأت میں تلاوت کی اجازت ابتدائی عہد میں لوگوں کی آسانی کے لئے دی گئی تھی، یہ لازمی نہیں تھی، لیکن جب یہ اختلاف قرأت امت کے اختلاف کا سبب بننے لگا تو فقط ایک لغت قریش پر قرآن کو باقی رکھا۔ (۲۷)۔

دوسری رائے امام رازی ابن کثیر اور جمہور علماء کی ہے کہ ساتوں قراءات مصحف عثمانی میں موجود ہیں اور صحابہ کا اجماع ہے، مصحف عثمانی اسی مصحف کی نقل ہے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں عمرؓ کے مشورہ سے زید بن ثابت نے تیار کیا تھا، لہٰذا ساتوں قراءات میں پڑھنے سے منع کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲۸)۔

اس کی تائید قرآن وحدیث سے بھی ہوتی ہے۔

سات حروف میں نزول قرآن کی حکمت:

ڈاکٹر محمد سالم لکھتے ہیں:

۱۔ اس کی پہلی حکمت یہ ہے کہ امت میں بچے، بوڑھے، ضعیف سب ہیں، ان کی آسانی کے لئے اجازت دی گئی۔

۲۔ مختلف لہجوں میں قرآن کی تلاوت یہ قرآن کا اعجاز ہے۔

۳۔ امت کو لغت قریش پر جمع کر دیا کہ یہ اسٹینڈرڈ لہجہ ورسم خط ہے، قرآن ہمیشہ اسی پر لکھا جائے گا، لیکن ہر قبیلہ کے لب ولہجہ کو بھی عزت دینے اور محفوظ رکھنے کے لئے اجازت دے دی گئی کہ ان کے لہجہ میں بھی تلاوت کی جا سکتی ہے۔

۴۔ دلائل نبوت میں ایک دلیل ومعجزہ تھا کہ آپ ﷺ ہر قبیلہ سے اس کے لہجہ میں بات کر لیا کرتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ امی تھے، یہ معجزہ قیامت آنے والے لوگوں کے لئے قرآن کریم کی صورت میں زندہ وپائندہ ہے۔ (۲۹)۔

حجیت قرأت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

قرآن کے مخاطب صرف قریش یا عرب قبائل نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی ساری نسل انسانیت ہے اس لئے قرآن کریم نے اسلامی تعلیمات کو آسان وسہل بنایا ہے اور یہی حکم آپ ﷺ اور علماء امت کو ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

"یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر". (۳۰).

اللہ آسانی چاہتا ہے، تنگی ومشکل نہیں، ہر مشکل کے ساتھ آسانی بھی پیدا کی ہے۔

(۳۱) متعدد مقامات پر فرمایا ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے۔

(۳۲) ظاہر ہے مختلف لہجوں میں تلاوت کی اجازت آسانی پیدا کرنا ہے، اپنے نبی کو مخاطب کرکے فرمایا:

"فانما یسرناہ بلسانک". (۳۳).

قرآن ایک کلام الٰہی ہے، جس کا اجراء عام انسانی زبانوں پر غالباً مشکل ہوتا ہے، لہذا لسان نبوی ﷺ پر اجراء کرکے اس کی تعلیم وتعلم کو سہل بنادیا گیا۔

ایک روایت سے واضح ہوتا ہے، قرآن کریم کی مختلف لہجوں میں تلاوت منشاء قرآنی کے مطابق ہے۔

"عن أبی بن کعب رضی اللہ عنہ قال: لقی رسول اللہ جبریل فقال: یا جبریل إنی بعثت إلی أمة أمیین منهم العجوز والشیخ الکبیر والغلام والجاریة والرجل الذی لم یقرأ کتابا قط، قال یا محمد إن القرآن أنزل علی سبعة أحرف". (۳۴).

ترجمہ:۔ حضرت أبی بن کعبؓ سے روایت ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل میں ایسی امت کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، جو امی ہے، اور اس میں بوڑھے، عمر رسیدہ، غلام افراد بھی ہیں، جو قرآن کریم کی تلاوت (ایک لہجہ) میں نہیں کرسکتے ہیں، تو جبرائیل نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کو سات (قراءات) (لہجوں) میں تلاوت کیا جاسکتا ہے۔

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر مختلف قرأت کی اجازت دی گئی اور خواہش کا سبب کمزوروں کے لئے آسانی ہے، انہی صحابی سے دوسری روایت میں مکمل تفصیل سامنے آتی ہے۔

" عن أبی بن کعب رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ کان عند أضاء ة بنی غفار، فأتاہ جبریل علیہ السلام فقال: إن اللہ یأمرک أن تقرئ أمتک القرآن علی حرف فقال: أسأل اللہ معافاته و مغفرته وإن أمتی لا تطیق ذلک، ثم أتاہ الثانیة فقال: إن اللہ یأمرک أن تقری ء أمتک القرآن علی حرفین فقال: أسأل اللہ معافاته و مغفرته وإن أمتی لا تطیق ذلک ثم جاء ہ الثالثة فقال إن اللہ یأمرک أن تقرئ أمتک القرآن علی ثلثة أحرف فقال: أسأل اللہ معافاته و مغفرته وإن أمتی لا تطیق ذلک ثم جاء ہ الرابعة فقال إن اللہ یأمرک أن تقری ء أمتک القرآن علی سبعة أحرف، فأیما حرف قروأ علیه فقد أصابوا ". (۳۵).

ترجمہ:۔آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت طاقت نہیں رکھتی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف قراءات میں تلاوت قرآن کریم کی اجازت دے دی اور واضح فرمایا جملہ قراءات میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے حق پر ہیں۔

ظاہر ہے یہ اجازت سب کے لئے ہے اور قیامت تک آنے والی امت کے افراد کے لئے ہے۔

"عن ابن عباس رضی اللہ عنھما: أن رسول اللہ علیہ وسلم قال: أقرأنی جبریل علی حرف فراجعتہ فلم أزل أستزیدہ و یزیدنی حتی انتھی إلی سبعة أحرف". (۳۶).

حضرت ابن عباسؓ کی اس روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، یہی وجہ ہے عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرامؓ مختلف لہجوں میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور اختلاف کی صورت میں آپ ﷺ سے رابطہ فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت عمر فاروقؓ کا واقعہ ہے انہوں نے ہشام بن حکیم کی تلاوت کے لہجہ پر اعتراض کیا تو آپ ﷺ نے دونوں سے جدا جدا لہجہ میں تلاوت سنی اور دونوں کے بارے میں فرمایا:

" کذلک انزلت " . (۳۷) .

یعنی دونوں قرأت درست ہیں۔

اسی طرح اُبی بن کعب کی دوسری روایت میں مختلف قرأت کے اختلاف کے بارے میں " **فحسن النبی ﷺ شانھما** "، دونوں کی تحسین فرمائی۔ نبی جس عمل کی تحسین فرمائیں، امت کا کوئی فرد اس کی تکذیب نہیں کرسکتا۔ مختلف قرأت کے جواز پر بے شمار (۳۸) صحیح احادیث موجود ہیں، جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ ۲۱ رصحابہ سے یہ روایت منقول ہیں ان میں:

"أبی بن کعبؓ، وأنسؓ،، وحذیفة بن الیمانؓ، وزید بن أرقمؓ، وسمرة بن جندبؓ، وسلیمان بن صردؓ، وابن عباسؓ، و ابن مسعودؓ، وعبدالرحمٰنؓ بن عوفؓ و عثمان بن عفانؓ، و عمر بن الخطابؓ و عمرو بن أبی سلمةؓ، و عمرو بن العاصؓ، و معاذ بن جبلؓ و ھشام بن حکیمؓ، و أبی بکرةؓ، وأبی جھیمؓ، وأبی سعید الخدریؓ، وأبی طلحة الانصاریؓ وأبی ھریرةؓ، و أبی أیوب رضی اللہ عنھم". (۳۹) شامل ہیں۔

اور جسے صحابہ کی اتنی بڑی تعداد نقل کرے اسے خبر متواتر کہا جاتا ہے جس کا انکار گمراہی ہے۔

قرأت القرآن کا انکار:

آج ایک طبقہ جو حجیت حدیث کا منکر ہے وہ اپنے نظریات درس قرآن اور فہم قرآن کے نام پر فروغ دے رہا ہے اور قراءات قرآن کے انکار کا مرتکب ہو رہا ہے اور یہ تاویل پیش کر رہا ہے کہ یہ سہولت تھی جو کہ آپ ﷺ کے زمانہ تک محدود تھی، حالانکہ مصحف عثمانی کی ترتیب اور رسم خط ان کے افکار کی تردید کے لئے کافی ہے۔

جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت عثمان غنیؓ کا واقعہ نقل کیا ہے:

" قال یوما وھو علی المنبر أذکر اللہ رجلاسمع النبی ﷺ قال ان القرآن أنزل علی سبعة أحرف

كلها شاف و كاف لما قام، فقاموا حتى لم يحصوا فشهدو بذلك فقال عثمانؓ و أنا أشهد معهم". (۴۰).

حضرت عثمانؓ نے ایک روز منبر پر کھڑے ہوکر فرمایا میں آپ لوگوں کواللہ کا واسطہ دیتا ہوں، جنہوں نے آپ ﷺ سے یہ الفاظ سنے ہوں، ان القرآن أنزل..........وہ کھڑے ہوجائیں، اس پر صحابہ کی اتنی بڑی جماعت کھڑی ہوگئی جن کا شمار مشکل ہوگیا اور سب نے اس پر گواہی دی پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

آپ نے صحابہ سے گواہی کیوں لی؟ یہ عمل ثبوت ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ لوگوں کو قرأت کے حوالہ سے شبہ پیدا ہوا ہوگا، لہٰذا لوگوں کی اور اپنی شہادت کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے اس فتنہ کو دفن کردیا۔

دراصل علم قرأت سماع کی بنیاد پر ہے بعض نے متعدد قراءات کا آپ ﷺ سے سماع کیا اور اپنے شاگردوں کو اس کی تعلیم دی یہاں تک کہ دیگر فنون کی طرح کچھ لوگوں نے اپنے کو فن قرأت کے لئے وقف کرلیا، جنہیں آئمہ قرأت تسلیم کیا گیا ہے۔

بعض مستشرقین جنہوں نے قرآن وعلوم القرآن کو موضوع بحث بنایا ہے وہ اس باریک فرق کو نہ سمجھ سکے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ بعد کے ادوار میں تشکیل پانے والا علم ہے ان میں سے ایک نام گولڈ زیہر کا ہے۔

وہ لکھتا ہے قرآن کریم کے متن پر نقطے اور اعراب نہیں تھے، اس لئے علم قرأت کے اختلافات وجود میں آگئے، لوگوں نے اپنی اپنی مرضی کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت شروع کردی تھی۔ (۴۱)

حالانکہ صحابہ تو کجا کسی معمولی مسلمان سے بھی اس ہوائے نفس کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے، فن قرأت میں امام اسے ہی تسلیم کیا گیا ہے جس میں تین علامات ہوتی تھیں۔

۱۔ضبط کی صلاحیت۔

۲۔امانت دار۔

۳۔اس فن پر طویل زمانہ تک محنت کی ہو اور عمر کا ایک حصہ صرف کیا ہو۔قراءات متواترہ سات تک شمار کی گئی ہیں، باقی تین شاذ ہیں، اہل علم کے ایک طبقہ کی رائے ہے، اختلاف قرأت مکہ میں نہیں تھی، جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہاں فقط قبیلہ قریش تھا، جب آپ مدینہ آئے تو یہاں مختلف قبائل سے واسطہ پڑا اور ان کے لہجے بھی جدا جدا تھے، غالباً یہی وجہ ہے جو بھی روایات اس حوالہ سے منقول ہیں وہ سب مدینہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام قرأت متواتر انداز میں آپ ﷺ سے ہم تک پہنچی ہیں، ان کی آئمہ کی جانب نسبت مجازاً ہے، ان قرأت سے نہ صرف قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہوتا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی معجزہ ہے، اس کا سیکھنا سکھانا فرض علی الکفایہ ہے۔اس کا انکار گمراہی ہے اور امت کے تعامل سے انحراف ہے۔

اللہ سے دعا ہے ہم سب کو کامل ایمان کے ساتھ زندہ رہنے اور دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حواشی و حوالہ جات:

۱۔ اس موضوع پر قدیم ترین کتاب قتادہ (م ۱۱۸ھ ۷۲۶ء) کی کتاب عواشا القرآن اور عمرو بن عبید المعتزلی (۸۰ھ مطابق ۶۹۹، ۱۴۴ھ مطابق ۷۶۱ء) نے ایک رسالہ اجزاء ثلاثہ و مأۃ وستین کے نام سے لکھا تھا۔

۲۔ سزگین، محمد فواد، تاریخ علوم اسلامیہ مترجم شیخ نذیر حسین، پاکستان رائیٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۱۹۹۶ء، ج۱، ص ۱۵۔

۳۔ اس موضوع پر عبداللہ بن عامر نے کتاب المقطوع والموصول لکھی، اس طرح شیبہ بن انصاح المدنی (م ۱۳۰ھ ۷۴۷ء) نے کتاب الوقوف لکھی، ان کے استاذ ابو عمرو بن العلاء نے کتاب الوقف والابتداء لکھی۔

۴۔ اس موضوع پر امام حسن بصری (م ۱۱۰ھ مطابق ۷۲۸ء) نے کتاب العدد لکھی۔

۵۔ اس موضوع پر ابو عمرو یحی بن الحارث الذماری (م ۱۴۵ھ مطابق ۷۹۲ء) نے رسم المصحف کے نام سے تحریر کی۔

۶. القرآن، سورۃ (ک) آیت ۹.

۷. القرآن، سورۃ (ک)، آیت ۱۰۷.

۸. جاحظ، البیان والتبیین، ج ۲، ص ۲۸.

۹۔ تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: آپ ﷺ کی گفتگو و خطاب کا طریقہ سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں، مطبوعہ مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان، علامہ شبیر احمد عثمانی، کراچی، ۲۰۰۷ء، ص ۲۱۰-۲۱۳۔

۱۰. محمد فواد، تاریخ علوم اسلامیہ، ج ۱، ص ۱۶، ابن الجزری کی طبقات القراء، ج ۱، ص ۳۳۴ اور مباحث فی علوم القرآن صبحی صالح، ص ۲۴۸.

۱۱۔ اس حوالہ سے ایک طویل کتابیات میرے غیر مطبوعہ پی ایچ ڈی مقالہ: علماء دیوبند کی قرآنی خدمات میں بھی موجود ہے۔

۱۲. اعظمی، قاری ابوالحسن، دارالعلوم دیوبند اور خدمات تجوید و قرأت، دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۶ھ اور محبوب رضوی کی تاریخ دارالعلوم دیوبند، انڈیا، ۱۹۷۸ء، ج ۲، ص ۲۷۵.

۱۳. اعظمی، مولانا فضل الرحمن، تاریخ جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل ادارہ تالیفات اشرفیہ، لاہور، ۱۴۲۰ھ، ص ۲۳۷، ۲۴۰، ۲۵۰، ۴۷۹.

۱۴. اعظمی، ابوالحسن اعظمی، تیسیر القرأت فی السبع المتواترات، مکتبۃ صوت القرآن، دیوبند، ۱۴۰۶ھ، ص ۷.

۱۵. ایضاً.

۱۶. مجمع ایسر زوائد، ج۷، ص ۱۵۱، ۱۵۳.

۱۷......(الف). اعظمی، ابوالحسن اعظمی النفحۃ الجمیلۃ شرح قصیدۃ العقیلۃ، مکتبہ صوت القرآن، دیوبند، انڈیا، ۱۹۸۲ء، ص ۵.

۱۷......(ب)۔ خط کی بارہ قسمیں بیان کی گئی ہیں: ۱) معقلی، ۲) قیرآموزی، ۳) حیری، ۴) کوفی، ۵) نسخ، ۶) ثلث، ۷) ریحان، ۸) توقیع، ۹) محقق، ۱۰) رقاع، ۱۱) تعلیق، ۱۲) نستعلیق. تفصیل کے لئے دیکھئے: تسہیل البیان فی رسم خط القرآن، نذر محمد مکتبہ صوت القرآن، دیوبند، ۱۳۵۵ھ، ص ۹۔

۱۸۔ خط اور رسم خط کا فرق ان مثالوں سے واضح ہے، العلمین الرحمن، الصلحت، یہ قرآنی رسم خط ہے، جسے رسم عثانی بھی کہا جاتا ہے۔ اسے اس خط میں بھی لکھا جاسکتا ہے، العالمین الرحمان الصالحات، یہ تلفظ کے مطابق درست ہے، لیکن قرآنی رسم خط کے خلاف ہے۔

۱۹. مثلاً سورہ الحج/ ۱۱، میں ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف بمعنی علی وجہ واحد.

۲۰. مثلاً سورہ النساء/ ۴۶، میں یحرفون الکلم عن مواضعہ.

۲۱. عبیدات، الدکتور، محمود سالم، دراسات فی علوم القرآن، دارعمار، اردن، ۱۹۹۰ء، ص ۱۵۳.

۲۲. نذر محمد تسہیل البیان فی رسم خط القرآن، مکتبۃ صوت القرآن، دیوبند، ۱۳۵۵ھ، ص ۴۸.

۲۳۔ جیسے سورہ بقرہ، ۲۶۱، میں استعمال ہوا ہے۔

۲۴. سیوطی، جلال الدین، الاتقان علوم القرآن، مکتبۃ مصطفی البابی الحلبی، ۱۹۵۱ء، ج ۱، ص ۴۷۔۴۸.

۲۵. نذر محمد تسہیل البیان فی رسم خط القرآن، ص ۵۳.

۲۶. ایضاً، ص ۵۳۔۵۴.

۲۷. الزرکشی، بدرالدین، البرہان فی علوم القرآن، مطبعۃ عیسی البابی، الحلبی، مصر، ج ۱، ص ۲۱۲، اور مقدمہ تفسیر الطبری، ج ۱، ص ۵۷.

۲۸. عبیدات، الدکتور محمد سالم فی علوم القرآن، ص ۱۶۲۔۱۶۳.

۲۹. ایضاً، ص ۱۶۳.

۳۰. سورہ بقرہ، آیت ۱۸۵.

۳۱. سورہ الم نشرح، آیت ۵.۶.

۳۲. سورہ القمر، آیت ۱۷، ۲۲، ۴۰.

۳۳. سورہ مریم، آیت ۹۷، سورہ الدخان، آیت ۵۸.

۳۴. أبی عیسیٰ الترمذی، جامع ترمذی، حدیث نمبر ۲۹۴۴ اور جامع الاصول، ج ۲، ص ۴۸۳.

۳۵. مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، ج ۶، ص ۱۰۳.۱۰۴، حدیث نمبر ۱۹۰۳.۱۹۰۴، اور سنن أبوداؤد، حدیث نمبر ۱۴۷۷، سنن نسائی، کتاب الصلوۃ، ج ۲، حدیث نمبر ۱۵۲، سنن ترمذی، کتاب القراء ات، باب ماجاء فی أن القرآن أنزل علی سبعة أحرف، حدیث نمبر ۲۹۴۵.

۳۶. البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج ۳، ص ۲۲۷، حدیث نمبر ۴۹۹۱، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۸۹۹، مسند احمد، ج ۱، حدیث نمبر ۲۶۳.

۳۷. البخاری، محمد بن اسماعیل صحیح البخاری، ج ۶، ص ۱۸۵، فتح الباری، لابن حجر عسقلانی، ج ۱۰، ۳۹۹۹.

۳۸. احمدبن حنبل، مسند احمد، ج ۵، حدیث ۱۲۷، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۹۰۳.

۳۹. السیوطی، جلال الدین الاتقان فی علوم القرآن، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، ۱۹۵۱، ج ۱، ص ۴۵.

۴۰. ایضاً.

۴۱. الحسن، الدکتور محمد علی، المنار فی علوم القرآن مطبعة الشرق عثمان، ۱۹۸۳ء، ص ۵۷.

اہل علم کی دلچسپی کے لئے مجلس التحقیق الفقہی کے مطبوعات

زیر نگرانی: مولانا سید نصیب علی شاہ الهاشمی (رحمه الله)

(1) جدید مالیاتی نظام کا اسلامی تصور: اسلامی مالیاتی نظام کا عملی خاکہ اہل علم وتحقیق کا فقہ اسلامی کی روشنی میں مالی نظام کی جدید تشکیل، اسلامی بنکاری اور دیگر تحقیقی مقالات جو کہ اسلام آباد فقہی سیمینار منعقدہ 2003ء میں پیش کئے گئے۔

کمپیوٹر طباعت: ریکسین جلد صفحات: 319 زرتعاون: 240 روپے

(2) امام ابوحنیفہؒ کی محدثانہ حیثیت: امام اعظمؒ بحیثیت ایک عظیم محدث وراوی فقہ کی اہمیت اور دیگر عنوانات پر اہل علم وتحقیق کے مقالات

کمپیوٹر طباعت: ریکسین جلد صفحات: 147 زرتعاون: 170 روپے

برائے رابطہ: ناظم دفتر مجلس التحقیق الفقہی جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان ڈیرہ روڈ بنوں